



# مسواک.....ایک پیاری سنت

ابوعبداللہ صام

اللہ تعالیٰ نے انسان کے منہ میں ایک خاص ضرورت اور مصلحت و حکمت کے تحت دانتوں کی فصل اگائی ہے۔ جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو اس کو ایسی غذا دی جاتی ہے جسے چبانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس وقت دانت بھی نہیں اگتے۔ جب ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جو چبائی جاتی ہے تو دانت بھی اُگ آتے ہیں۔ اگر دانت پیدائشی طور پر اُگے ہوئے ہوتے تو مائیں اپنے بچوں کو دودھ ہی نہ پلاتیں، کیونکہ وہ بے خبری میں ماؤں کی چھاتیوں کو کاٹ ڈالتے۔ یہ ماں کے لیے باعثِ مضرت بات تھی۔ اس لیے ایک خاص وقت کے بعد دانت اُگتے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کی صنعت دیکھیں کہ کس طرح انسان کے منہ میں موتیوں کو لٹری میں پرو دیا جو انسانی حسن کو دوبالا کر دیتے ہیں۔ منہ میں دانتوں جیسی نعمت نہ ہو تو انسان کی کلام بھدی ہو جاتی ہے۔ جب تک بچے کے دانت نہ اُگیں وہ صاف باتیں نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی اس انمول نعمت کی قدر و قیمت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ دانت خوراک کو نہ چبائیں تو معدہ اسے ہضم نہیں کر سکتا۔ اگر معدہ خوراک کو ہضم نہ کرے تو ایک وقت کے بعد وہ بگڑ جاتا ہے۔ جب معدہ بگڑ جائے تو صحت خراب ہو جاتی ہے۔ کتنی غذائیں ایسی بھی ہیں کہ جب تک انہیں اچھی طرح چبایا نہ جائے، انسان ان کی لذت سے محروم رہتا ہے۔ داناؤں کا مقولہ ہے کہ ”آنکھ لگی تو جہان گیا اور دانت گئے تو سوا دگیا۔“

ایک خاص وقت کے بعد ایک دفعہ بچے کے دانت گر جاتے ہیں اور ان کی جگہ نئے دانت لے لیتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی صنعت کی حکمت ہے۔ سامنے والے دو اوپر اور دو نیچے کے دانتوں کی ساخت دیکھیں۔ وہ تیز دھاری دار ہوتے ہیں جو کاٹنے کا کام دیتے



ہیں، لیکن ڈاڑھیں چوڑی ہوتی ہیں۔ ان کی سطح رَف ہوتی ہے جو پینے کا کام دیتی ہیں۔ اوپر نیچے جڑوں میں ڈاڑھیں گویا چکی کے دو پاٹ ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ دانت ہتھیار، آرے، چھری اور چکی کا کام دیتے ہیں اور باعثِ زینت بھی ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان میں بے شمار منافع اور مصالح موجود ہیں۔ دانت انسانی وجود میں وہ ہڈی ہے جس پر گوشت نہیں۔ اگر اس پر گوشت ہوتا تو مطلوبہ ضرورت پوری نہ ہو پاتی۔

شریعتِ اسلامیہ نے ان کی صفائی ستھرائی اور نظافت کے لیے مسواک استعمال کرنے کی تلقین و تاکید کی ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ دانت وہ واحد عضو ہے جس کی صفائی لکڑی سے کی جاتی ہے۔ دانتوں کی صفائی فطرتی تقاضا ہے۔ میلے کچیلے اور بدنما دانت انسان کو معیوب بنا دیتے ہیں۔ اگر ان کی صفائی کا خیال نہ رکھا جائے تو ان کو کیڑا لگ جاتا ہے۔ پھر داندان سازوں کے پاس جانا مجبوری بن جاتا ہے۔ دانتوں کی صفائی ایمان کا جزو ہے۔ اس میں رب تعالیٰ کی رضا ہے، سنتِ رسول کا اتباع ہے، اللہ تعالیٰ کی بے مثال نعمت کی شکرگزاری ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کثرت سے مسواک کیا کرتے تھے اور امت کو بھی تلقین کی ہے، لہذا جب مسواک کریں، اس مقصد و ارادے سے کریں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کا باعث ہے۔ یوں ہم اپنے دامن میں دنیا و آخرت کی سعادتیں سمیٹ لیں گے اور دانتوں کی حفاظت اور خوشنمائی بھی حاصل ہو جائے گی۔ اب آپ بتائیں کہ مسواک والی سنت کو باقاعدگی سے کب اپنارہے ہیں؟

مسواک کے متعلق ایمان افروز احادیث ملاحظہ ہوں:

① سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”أَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِي السَّوَاكِ“ ”میں نے آپ کو مسواک کے بارے

میں بہت زیادہ تلقین کی ہے۔“ (صحیح البخاری: 888)



② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَى أُمَّتِي، أَوْ عَلَى النَّاسِ، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ»  
 ”اگر میں اپنی امت کے لوگوں پر مشقت نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دیتا۔“ (صحیح البخاری: 887، صحیح مسلم: 252)

③ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان گرامی نقل کیا ہے:

«السَّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ، مَرْضَةٌ لِلرَّبِّ»  
 ”مسواک منہ کے لیے صفائی کا موجب اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے۔“  
 (سنن النسائي: 5، صحيح ابن خزيمة: 135، وسنده صحيح)

④ سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ، وَالسَّوَاكُ.....»  
 ”دس باتیں فطرت سے ہیں۔ مونچھوں کو پست کرنا، داڑھی کو بڑھانا اور مسواک کرنا.....“ (صحیح مسلم: 261)

⑤ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى مُحْتَلِمٍ، وَأَنْ يَسْتَنَّ، وَأَنْ يَمَسَّ طَبِيبًا  
 ”جمعہ کے دن ہر بالغ کو غسل کرنا چاہیے، نیز اگر میسر ہو تو مسواک بھی کرنا چاہیے اور خوشبو بھی لگانا چاہیے۔“ (صحیح البخاری: 880، صحیح مسلم: 836 مختصراً)

⑥ ابو عبد الرحمن سلمی تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَمَرَ عَلِيٌّ بِالسَّوَاكِ، وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا تَسَوَّكَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي، قَامَ الْمَلِكُ خَلْفَهُ يَسْتَمِعُ الْقُرْآنَ، فَلَا يَزَالُ

عَجَبُهُ بِالْقُرْآنِ يُذْنِبُهُ مِنْهُ، حَتَّى يَضَعَ فَاهُ عَلَى فِيهِ، فَمَا يَخْرُجُ مِنْ فِيهِ شَيْءٌ مِّنَ الْقُرْآنِ إِلَّا صَارَ فِي جَوْفِ الْمَلِكِ، فَطَهَّرُوا أَفْوَاهَهُمْ»

”سیدنا علیؓ نے مسواک کا حکم دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان گرامی بیان کیا کہ جب کوئی بندہ مسواک کر کے نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے پیچھے قرآن سننے کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک کی محبت اس فرشتے کو مسلسل نمازی کے قریب لاتی رہتی ہے، حتیٰ کہ وہ اپنا منہ اس کے منہ پر رکھ دیتا ہے۔ پھر نمازی کے منہ سے قرآن کریم کا جو بھی لفظ نکلتا ہے، وہ فرشتے کے پیٹ میں چلا جاتا ہے۔ لہذا تم اپنے منہ صاف رکھا کرو۔“ (کتاب الزہد للإمام عبد اللہ بن المبارك: 435/1، ح: 1225، وسندہ حسن)

اس کا راوی فضیل بن سلیمان نمیری جمہور محدثین کے نزدیک ”حسن الحدیث“ ہے۔ حافظ عراقی (طرح التثريب: 66/2) اور علامہ البانی (الضعيفة: 2544) کا اسے جمہور کے نزدیک ”ضعیف“ قرار دینا مرجوح ہے۔

④ سیدنا حذیفہؓ سے مروی ہے: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ يَتَهَجَّدُ، يَشْوِصُ فَاهُ بِالسَّوَاكِ.

”رسول اکرم ﷺ جب تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو مسواک سے اپنا منہ مبارک صاف فرماتے۔“ (صحیح البخاری: 245، صحیح مسلم: 255)

⑤ سیدنا ابو موسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَرَفُ السَّوَاكِ عَلَى لِسَانِهِ.

”میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو مسواک کی نوک آپ کی زبان مبارک پر تھی۔“

(صحیح البخاری: 6923، صحیح مسلم: 254)

صحیح بخاری کی ایک روایت (244) میں ہے: فَوَجَدْتُهُ يَسْتَنْ بِسَوَاكِ



بِيَدِهِ، يَقُولُ: أُعْ، أُعْ، وَالسَّوَاكُ فِيهِ، كَأَنَّهُ يَتَهَوَّعُ.

”میں نے آپ کو دیکھا کہ مسواک آپ کے دست مبارک میں ہے اور منہ میں (اس طرح) مسواک فرما رہے ہیں کہ ’اُعْ اُع‘ کی آواز نکلتی ہے، جیسے (کوئی) قے کرتا ہے۔“

⑨ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: [كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ

وَطَهْرَهُ، فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ، فَيَتَسَوَّكُ، وَيَتَوَضَّأُ، وَيُصَلِّي .....]

”ہم آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی اور مسواک تیار کر کے رکھتے، پھر رات کو جب اللہ تعالیٰ چاہتا آپ کو بیدار کرتا۔ آپ مسواک کرتے، وضو کرتے

اور نماز (تہجد) ادا فرماتے.....“ (صحیح مسلم: 746)

⑩ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكِ، فَجَذَبَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ، فَنَاوَلْتُ السَّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا، فَقِيلَ لِي: كَبِّرْ، فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ»

”میں نے خواب میں دیکھا کہ مسواک کر رہا ہوں، پھر مجھے دو آدمیوں نے کھینچا، ان میں سے ایک بڑا تھا اور دوسرا چھوٹا۔ میں نے مسواک چھوٹے کو دی تو مجھے کہا گیا: بڑے کو مسواک دیجیے، میں نے بڑے کو دے دی۔“

(صحیح مسلم: 2271 مسنداً، صحیح البخاری: 246 معلقاً)

⑪ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما، نبی اکرم ﷺ کی نماز تہجد کا حال بیان کرتے ہوئے

بیان فرماتے ہیں: «إِنَّهُ بَاتَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ

لَيْلَةٍ، فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ، فَخَرَجَ فَنَظَرَ فِي السَّمَاءِ، ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ فِي آلِ عِمْرَانَ: ﴿إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ



وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ﴿۱۹۰﴾ حَتَّىٰ بَلَغَ ﴿۱۹۱﴾ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۲﴾ (آل عمران: 191)، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى الْبَيْتِ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى، ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ قَامَ، فَخَرَجَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ، فَتَلَا هَذِهِ الْآيَةَ، ثُمَّ رَجَعَ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى»

”انہوں نے ایک رات نبی اکرم ﷺ کے

گھر میں بسر کی۔ آپ ﷺ رات کے آخری حصے میں بیدار ہوئے، باہر نکلے، آسمان کی طرف دیکھا اور سورۃ آل عمران کی دو آیات (190-191) تلاوت فرمائیں۔ پھر گھر کی طرف لوٹے، مسواک کی اور وضو کیا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا فرمائی۔ پھر آپ ﷺ لیٹ کر سو گئے، پھر بیدار ہوئے، باہر نکلے، آسمان کی طرف دیکھا، مذکورہ آیات کی تلاوت فرمائی، پھر لوٹ کر مسواک کی اور وضو کیا، پھر کھڑے ہوئے اور نماز ادا فرمائی۔“ (صحیح مسلم: 256)

﴿۱۹﴾ شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوتے تو سب سے پہلے کونسا کام کرتے تھے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مسواک۔ (صحیح مسلم: 253)

﴿۱۹﴾ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی مرض وفات کا حال یوں بیان کرتی ہیں:

دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ لَهُ: أَعْطِنِي هَذَا السَّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ! فَأَعْطَانِيهِ، فَقَصَمْتُهُ، ثُمَّ مَضَعْتُهُ، فَأَعْطَيْتُهُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَنَّ بِهِ، وَهُوَ مُسْتَسْنِدٌ إِلَى صَدْرِي.

”عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو مسواک کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا تو میں نے ان سے کہا: عبد الرحمن! یہ مسواک مجھے دو۔ انہوں نے مسواک



مجھے دے دی، میں نے اسے توڑا، پھر اسے چبایا، پھر اسے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کیا۔  
آپ نے میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے مسواک کی۔“ (صحیح البخاری: 890)

**فائدہ نمبر ① :** سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ، فَيُعْطِينِي السَّوَاكَ  
لَاغْسِلَهُ، فَأَبْدَأُ بِهِ، فَأَسْتَاكُ، ثُمَّ أَغْسِلُهُ، وَأَذْفَعُهُ إِلَيْهِ.

”اللہ کے نبی ﷺ مسواک کرتے، پھر اسے دھونے کے لیے مجھے دیتے، پھر میں  
مسواک کرنا شروع کرتی، پھر اس کو دھو دیتی اور آپ کو واپس کر دیتی۔“

(سنن أبي داود: 52، وسنده حسن)

اس کا راوی کثیر بن عید تیمی ”حسن الحدیث“ ہے۔ اس کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ  
فرماتے ہیں: يُعَدُّ فِي الْكُوفِيِّينَ. ”اس کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے۔“

(التاريخ الكبير: 901)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الثقات“ (330/5) میں ذکر کیا ہے۔ امام ابن  
خزیمہ رحمہ اللہ نے اس کی ایک حدیث (2248) کو ”صحیح“ قرار دیا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ  
(252/4) نے بھی اس کی ایک حدیث کی ”تصحیح“ کی ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی  
موافقت کی ہے۔

اس حدیث کے بارے میں علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: حَدِيثٌ حَسَنٌ،  
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ. ”یہ حدیث حسن ہے۔ اسے امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے

عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔“ (المجموع: 283/1، خلاصة الأحكام: 87/1)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت بھی مسواک کر سکتی ہے بلکہ مسواک کی فضیلت و  
تاکید میں مرد و زن برابر کے شریک ہیں، نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت اپنے



خاوند کی مسواک اس کی اجازت کے بغیر بھی استعمال کر سکتی ہے۔

اسی سلسلے میں یزید بن اسلم تابعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: **كَانَ سِوَاكُ مَيْمُونَةَ ابْنَةِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْقَعًا فِي مَاءٍ، فَإِنْ شَغَلَهَا عَنْهُ عَمَلٌ أَوْ صَلَاةٌ، وَإِلَّا فَأَخَذَتْهُ وَاسْتَاكَتْ.** ”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ سیدہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی مسواک پانی میں ڈوبی رہتی تھی۔ جب آپ نماز یا کسی اور کام میں مشغول ہوتیں تو اسے چھوڑ دیتیں، ورنہ مسواک کرتی رہتیں۔“

(مصنف ابن أبي شيبة: 170/1، وسنده صحيح)

**فائدہ نمبر ② :** سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: **«تُجْزَى مِنَ السَّوَاكِ الْأَصَابِعُ»** ”انگلیاں بھی مسواک کا

کام دے دیتی ہیں۔“ (السنن الكبرى للبيهقي: 40/1، وسنده حسن)

اس حدیث کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ”ضعیف“ کہا ہے، لیکن صحیح بات یہی ہے کہ اصولِ محدثین کے مطابق اس کی سند ”حسن“ ہے۔ واللہ اعلم!

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر مسواک نہ مل سکے تو انگلیوں سے دانت صاف کر لیے جائیں۔

**فائدہ نمبر ③ :** حالتِ روزہ میں مسواک کرنا جائز ہے، جیسا کہ سیدنا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

**«لَوْلَا أَنِ اشْتَقَّ عَلَى أُمَّتِي، أَوْ عَلَى النَّاسِ، لَأَمَرْتُهُمْ بِالسَّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاةٍ»** ”اگر میں اپنی امت کے لوگوں پر مشقت نہ سمجھتا تو انہیں ہر نماز کے ساتھ

مسواک کا حکم دیتا۔“ (صحیح البخاری: 887، صحیح مسلم: 252)



امام نسائی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ان الفاظ سے باب قائم کیا ہے:

الرُّخْصَةُ فِي السَّوَاكِ بِالْعَشِيِّ لِلصَّائِمِ .

”روزے دار کے لیے پچھلے پہر مسواک کرنے کی رخصت۔“

علامہ سندھی حنفی رحمہ اللہ اس پر یہ تبصرہ کرتے ہیں: وَمِنْهُ يُؤْخَذُ مَا ذَكَرَهُ

الْمُصَنِّفُ مِنَ التَّرْجَمَةِ، وَلَا يَخْفَى أَنَّ هَذَا مِنَ الْمُصَنِّفِ اسْتِنْبَاطُ دَقِيقٍ

وَتَقِظُ عَجِيبٌ، فَلِلَّهِ دَرَهُ، مَا أَذَقَ وَاحِدًا فَهَمَّهُ . ”اس حدیث سے وہ

مسئلہ بھی مستنبط ہوتا ہے جو مصنف (امام نسائی رحمہ اللہ) نے تبویب میں ذکر کیا ہے۔ بلاشبہ یہ

امام صاحب کا بہت دقیق استنباط اور حیران کن بیدار مغزی کا ثبوت ہے۔ اللہ کی شان! کیا

تیز اور روشن فہم تھا آپ کا۔“ (حاشیۃ السندي على سنن النسائي: 13/1)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَا بَأْسَ أَنْ يَسْتَكَ الصَّائِمُ

السَّوَاكِ الرَّطْبَ وَالْيَابِسَ . ”روزہ دار کے تر یا خشک مسواک کرنے میں کوئی

حرج نہیں۔“ (مصنف ابن أبي شيبة: 37/3، وسنده حسن)

بعض لوگ روزے داروں کو مسواک سے روکنے کے لیے یہ دلیل دیتے ہیں کہ

مسواک روزہ دار کے منہ کی بو کو ختم کر دیتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں کستوری سے بھی بڑھ کر

ہے۔ حالانکہ یہ محض ایک شبہ ہے۔ شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے اس

شبہ کے درج ذیل چھ جوابات دیے ہیں: (أ) إِنَّ الْمَضْمَضَةَ أَبْلَغُ مِنْ

السَّوَاكِ فِي قَطْعِ خُلُوفِ الْفَمِ، وَقَدْ أَجْمَعَ عَلَى مَشْرُوعِيَّتِهَا لِلصَّائِمِ .

(ب) إِنَّ رِضْوَانَ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ اسْتِطَابَتِهِ لِخُلُوفِ فَمِ الصَّائِمِ .

(ج) إِنَّ مَحَبَّتَهُ لِلْسَّوَاكِ أَعْظَمُ مِنْ مَحَبَّتِهِ لِبَقَاءِ خُلُوفِ فَمِ الصَّائِمِ .



(۵) إِنَّ السَّوَاكَ لَا يَمْنَعُ طِيبَ الْخُلُوفِ الَّذِي يُزِيلُهُ السَّوَاكَ عِنْدَ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۶) إِنَّ الْخُلُوفَ لَا يَزُولُ بِالسَّوَاكَ، لِأَنَّ سَبَبَهُ قَائِمٌ، وَهُوَ خُلُو الْمِعْدَةِ مِنَ الطَّعَامِ. (۷) إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَ أُمَّتَهُ مَا يُسْتَحَبُّ وَمَا يُكْرَهُ لَهُمْ فِي الصَّيَامِ، وَلَمْ يَجْعَلِ السَّوَاكَ مِنَ الْمَكْرُوهِ.

”① گلی کرنا مسواک کے مقابلے میں منہ کی بو کو زیادہ ختم کرتا ہے لیکن روزہ دار کے لیے گلی کے مشروع ہونے پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ ② اللہ تعالیٰ کی رضا مندی روزے دار کے منہ کی بو کے ..... مقابلے میں بہت بڑی ہے۔ ③ اللہ تعالیٰ کو مسواک سے جو محبت ہے، وہ روزے دار کے منہ کی بو سے بڑھ کر ہے۔ ④ مسواک روزے دار کے منہ کی اس بو کو ختم نہیں کر سکتی جو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو محبوب ہوگی۔ ⑤ یہ بو مسواک سے ختم نہیں ہوتی کیونکہ اس کا سبب قائم ہی رہتا ہے اور وہ ہے معدے کا خالی ہونا۔ ⑥ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو روزے کے تمام استجابات اور مکروہات بتا دیے ہیں لیکن آپ ﷺ نے مسواک کو روزے کے لیے مکروہ قرار نہیں دیا۔“  
(دیکھیں زاد المعاد فی ہدی خیر العباد: 324,323/4)

ایک روایت میں ہے سیدنا عمر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:  
[رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا أَحْصِي يَتَسَوَّكُ، وَهُوَ صَائِمٌ]  
”میں نے نبی اکرم ﷺ کو بہت دفعہ روزے کی حالت میں مسواک کرتے دیکھا۔“  
(سنن أبي داود: 2364، سنن الترمذي: 721، وقال: حسن)

اس کی سند اگرچہ ”ضعیف“ ہے کیونکہ اس میں عاصم بن عبید اللہ نامی راوی جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔ حافظ نووی (خلاصة الأحكام: 1/87)، علامہ بیہقی (مجمع الزوائد: 1/150) اور حافظ ابن حجر (النکت علی کتاب ابن الصلاح: 1/73)



ﷺ کا یہی فیصلہ ہے۔ البتہ عمومی احادیث سے روزے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کا بار بار مسواک کرنا ثابت ہوتا ہے جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ کے حوالے سے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

**فائدہ نمبر ۳ :** ابوسلمہ تابعی بیان کرتے ہیں :

فَكَانَ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ يَشْهَدُ الصَّلَوَاتِ فِي الْمَسْجِدِ، وَسِوَاكَهُ عَلَى أُذُنِهِ مَوْضِعَ الْقَلَمِ مِنْ أُذُنِ الْكَاتِبِ، لَا يَقُومُ إِلَى الصَّلَاةِ إِلَّا اسْتَنْ، ثُمَّ رَدَّهٖ إِلَى مَوْضِعِهِ . ”سیدنا زید بن خالد رضی اللہ عنہ مسجد میں نمازوں کے لیے تشریف لاتے تو مسواک ان کے کان پر ایسے رکھی ہوتی تھی جیسے کاتب کے کان پر قلم۔ آپ جب بھی نماز کے لیے کھڑے ہوتے، مسواک کرتے، پھر اسے اس کی جگہ پر لوٹا دیتے۔“

(سنن أبي داود: 47، سنن الترمذي: 23، وقال: حسن)

اس کی سند ”ضعیف“ ہے کیونکہ اس میں محمد بن اسحاق بن یسار راوی ”مدلس“ ہیں جو کہ بصیغہ عن روایت کر رہے ہیں۔ سماع کی تصریح نہیں مل سکی۔

سنن کبریٰ بیہقی (61/1) میں ایک مرفوع روایت بھی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کے مسواک کو کان کے پر رکھنے کا ذکر ہے، لیکن وہ بھی محمد بن اسحاق اور سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے ”ضعیف“ ہے۔

**فائدہ نمبر ۴ :** ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

«صَلَاةٌ بِسِوَاكِ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ صَلَاةً بِغَيْرِ سِوَاكِ»

”مسواک کے ساتھ پڑھی گئی ایک نماز بغیر مسواک کیے پڑھی گئی ستر نمازوں سے

افضل ہوتی ہے۔“ (مسند الإمام أحمد: 272/6، صحيح ابن خزيمة: 137، المستدرک علی

الصحيحين للحاكم: 146/1)

اس کی سند ”ضعیف“ ہے، کیونکہ اس میں محمد بن اسحاق اور محمد بن شہاب دونوں



”مدلس“ ہیں اور سماع کی تصریح نہیں کر رہے۔ اسی لیے امام ابن خزمیہ رحمہ اللہ نے اس کی صحت میں شک و شبہ کا اظہار کیا ہے۔ وہ اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِنْ صَحَّ الْخَبَرُ، لِأَنِّي خَائِفٌ أَنْ يَكُونَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ، وَإِنَّمَا دَلَّسَهُ عَنْهُ. ”اگر یہ حدیث صحیح ہوئی.....!“

کیونکہ مجھے خدشہ ہے کہ محمد بن اسحاق نے محمد بن مسلم (بن شہاب زہری) سے یہ حدیث نہیں سنی بلکہ ان سے تدلیس کی ہے۔“

بالکل یہی بات امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی کہی ہے۔ (السنن الكبرى: 38/1)

لہذا امام حاکم رحمہ اللہ کا اسے مسلم کی شرط پر ”صحیح“ کہنا اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا ان کی موافقت کرنا صحیح نہیں۔

اسی روایت کی ایک دوسری سند سنن کبریٰ بیہقی (38/1) میں موجود ہے لیکن وہ بھی ”ضعیف“ ہے کیونکہ اس میں محمد بن عمرو اقدی راوی موجود ہے جو جمہور محدثین کرام کے نزدیک ”ضعیف“ ہے۔ خود امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

اس کی ایک تیسری سند سنن کبریٰ بیہقی (38/1) میں مذکور ہے لیکن وہ بھی ”ضعیف“ ہے۔ اس میں فرج بن فضالہ راوی ”ضعیف“ ہے۔ (تقریب التہذیب لابن حجر: 5383)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَهَذَا إِسْنَادٌ غَيْرُ قَوِيٍّ. ”یہ سند قوی نہیں۔“

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَا يَصِحُّ حَدِيثُ الصَّلَاةِ بِأَثَرِ السَّوَالِكِ أَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ بِغَيْرِ سَوَالِكٍ، وَهُوَ بَاطِلٌ.

”یہ حدیث صحیح نہیں کہ مسواک کے ساتھ پڑھی گئی نماز بغیر مسواک کے پڑھی گئی نماز

سے افضل ہے۔ یہ روایت باطل ہے۔“ (التمہید لابن عبد البر: 200/7)

الغرض یہ روایت تمام سندوں کے ساتھ ”ضعیف“ ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ



فرماتے ہیں: وَأَسَانِيدُهُ مَعْلُومَةٌ. ”اس کی سندیں علت والی ہیں۔“

(التلخیص الحبیبر: 68/1، ح: 69)

البتہ حسان بن عطیہ تابعی کا اس طرح کا ایک قول ملتا ہے، ان کا کہنا ہے: يُقَالُ: رَكَعَتَانِ يَسْتَاكَ فِيهِمَا الْعَبْدُ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ رَكَعَةً لَا يَسْتَاكَ فِيهَا. ”ایسی دو رکعتیں جن سے پہلے بندہ مسواک کر لے، ان ستر رکعتوں سے

بہتر ہیں جن میں مسواک نہ کی ہو۔“ (مصنف ابن أبي شيبة: 169/1، وسنده صحيح)

**فائدہ نمبر ⑤:** سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ انہوں

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: «نِعَمَ السَّوَاكُ الزَّيْتُونُ، مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ،

يُطِيبُ الْقَمَّ، وَيَذْهَبُ بِالْحَفَرِ، هُوَ سَوَاكِي وَسَوَاكُ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلِي»

”سب سے عمدہ مسواک مبارک درخت زیتون کی ہے۔ یہ منہ کو خوشبودار کرتی ہے اور

دانتوں کی کھوڑ کو ختم کرتی ہے۔ میری اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام کی مسواک یہی تھی۔“

(المعجم الأوسط للطبراني: 210/1، ح: 678)

لیکن یہ روایت موضوع (من گھڑت) ہے، کیونکہ:

① اس کا راوی محمد بن حصن عکاشی ”کذاب“ ہے۔ اس کے بارے میں امام

دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مَتْرُوكٌ، يَضَعُ. ”متروک راوی تھا، حدیثیں

خود گھڑ لیتا تھا۔“ (سوالات البرقانی للدارقطنی: 459)

② معلل بن نفیل حرانی کے بارے میں حافظ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَلَمْ أَجِدْ مَنْ ذَكَرَهُ. ”مجھے کسی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ملا۔“

(مجمع الزوائد: 100/2)

معلوم ہوا کہ زیتون کی مسواک کی فضیلت بالکل ثابت نہیں۔ اس جھوٹی روایت سے

دوکاندار خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسے لکھ کر لٹکاتے ہیں، حالانکہ ایسا کچھ ثابت نہیں۔